بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ۔ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کرونگا دور اس مہ سے اندھیرا ۔ دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی ۔ فسبحان الذی اخذی الاعادی

نیّر صداقت

یعنی

(غیر مبایعین کے رسالہ)

"تناقضات مابین اقوال حضرت صاحب و میاں صاحب"

کا

دندان شکن جواب

966/4 ی

مؤلفہ

ملک عبد الرحمن صاحب خادم گجراتی
سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن گجرات (پنجاب)

جسکو

انجمن احمدیہ ضلع گجرات نے شائع کیا

کریسنٹ سٹیم پریس گجرات میں باہتمام چوہدری کرم الٰہی صاحب مالک مطبع چھپا۔

قیمت ۱/

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نیّرِ صداقت

رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی وَیَسِّرْ لِی اَمْرِی وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِی یَفْقَھُوا قَوْلِی (طٰہٰ)

ابتدائے آفرینش سے حق و باطل اور کفر و اسلام کا مقابلہ ہوتا چلا آیا ہے۔ دشمنانِ صداقت نے حق کی مخالفت میں ہر ایک ناجائز سے ناجائز کوشش کی۔ حق کو دنیا سے مٹانے کیلئے ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگایا۔ مگر اسلام ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم رہا۔ "جو کوئی اس پر گرا اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور جس پر وہ گرا اسے پاش پاش کر دیا"

اہل پیغام نے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں افتراپردازی اور حق پوشی کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔ جھوٹ اور مکر و فریب تو ان کے نزدیک کسی چیز کا نام ہی نہیں! ان کے اس بغض کا اظہار ان کے مخصوص انداز میں آئے دن ہوتا رہتا ہے۔ جس کا تازہ نمونہ "تناقضات مابین اقوال حضرت صاحب و میاں صاحب" نامی ٹریکٹ ہے۔ اس کے مصنف (سید محمد شاہ صاحب) نے اپنے مایۂ ناز چیدہ حوالجات کا نچوڑ اسمیں جمع کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر نہائت بے باکی سے حملے کئے ہیں۔ اس ٹریکٹ کے تین حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں "میاں صاحب" اور حضرت صاحب کے تناقضات کا ذکر ہے۔ اور دوسرے حصہ میں ان تناقضات کا ذکر ہے۔ جو "میاں صاحب" کی اپنی تصنیفات میں پائے جاتے ہیں۔ تیسرے حصہ میں یہ ذکر ہے۔ کہ "میاں صاحب" اور مخالف مولویوں کے خیالات میں توارد واقع ہو گیا ہے"۔ بلفظہ

اور اس رسالہ کی تصنیف کی اصل غرض مصنف کے اپنے الفاظ میں یہ ہے۔ "جماعت احمدیہ میں اختلاف پیدا ہو جانیکا اصلی سبب یہ تہا۔ کہ میاں محمود احمد صاحب قادیانی کے عقائد مجدد الوقت حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے بالکل برخلاف اور الٹ تھے" پھر لکھتا ہے "ناظرین اس مختصر تحریر سے خود نتیجہ نکال لینگے کہ حضرت صاحب اور میاں صاحب کے عقائد میں بڑا بھاری اختلاف ہے۔ اور یہ کہ حضرت صاحب نے ہرگز

نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔" (ٹائیٹل پیج)

مَیں قارئین کرام سے التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے اس مضمون کو پڑھتے وقت ان دونوں باتوں کو ضرور مدنظر رکھیں۔

(۱) کیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد میں اختلاف ہے؟

(۲) کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فی الواقع نبوت کا دعویٰ نہیں کیا؟

مَیں اسجگہ اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ کہ "تناقض" کیا ہوتا ہے؟ اور کیا مصنف رسالہ "تناقض" کی حقیقت سے واقف بھی ہے۔ یا نہیں؟ مَیں صرف اس کے مزعومہ تناقضات کی اصلیت کو طشت از بام کرتا ہوں۔ واللہ الموفق

پہلے حصّہ کا جواب

پہلے حصہ میں مصنف نے ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اقوال نقل کئے ہیں۔ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے۔ اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ یہ اقوال متناقض ہیں۔ اس لئے ثابت ہؤا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا مذہب نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقائد کے مخالف ہے:

مگر معزز ناظرین! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ایک قول بھی ایسا نقل نہیں کیا جا سکا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال کے مطابق نہ ہو۔ اپنے اس دعویٰ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے مَیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے وہ اقوال نقل کرتا ہوں۔ جن کو مصنف نے اپنے رسالہ میں درج کیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اس کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال نقل کرتا ہوں:۔ تا یہ معلوم ہو سکے۔ کہ دراصل وہ عقائد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے خلاف نہیں بلکہ عین ان کے مطابق ہیں۔ اور اگر وہ تحریرات ان اقوال کے متناقض ہیں جو مصنف رسالہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے نقل کئے ہیں۔ تو اس کا جواب دینا مصنف رسالہ کے سر پر ہے۔ مگر کیا وہ اپنے اور میرے پیش کردہ حوالجات میں تطابق ثابت کرنیکی سعی ناکام فرمائینگے ؎

نہ تلملہی اٹھیگا نہ تلوار ان سے ؎ یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

آخر صحیح فیصلہ حضرت مسیح موعودؑ کی اسی تحریر سے ہوگا۔ "جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے۔ کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانیوالا نہیں ہوں"۔ (ایک غلطی کا ازالہ) کیا مولویصاحب اور انکے رفقاء کے پاس تاویلات رکیکہ کے سوا اسکا کوئی جواب ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ	حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۱) پس یہ بات بالکل روز روشن کیطرح ثابت ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپؐ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲۸)	(۱) پس جبکہ قرآن شریف کی رُو سے ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے۔ جو بتوسط فیض و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہو۔ اور وہ بذریعہ وحی الٰہی کے مخفی امور پر اطلاع پائے تو پھر ایسے نبی اس امت میں کیوں نہیں ہوں گے؟ اس پر کیا دلیل ہے؟ ہمارا مذہب نہیں ہے۔ کہ ایسی نبوت پر مہر لگ گئی ہے۔ صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے۔ جو احکام شریعت جدیدہ اپنے ساتھ رکھتی ہو۔ یا ایسا دعویٰ ہو۔ جو آنحضرت صلعم کی اتباع سے الگ ہو کر دعویٰ کیا جائے۔ (دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱) (۲) تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں ...... مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے۔ اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

کیا دنیا کا کوئی عقلمند انسان کہہ سکتا ہے۔ کہ ان دونوں تحریروں میں تناقض ہے؟

(۲) تو خاتم النبیین کے معنی بھی یہی ہیں کہ کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ آنحضرت صلعم کی غلامی	(۱) مندرجہ بالا حوالجات (ب) "خاتم النبیین" کے یہ معنی ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی صاحب شریعت نہیں آئیگا۔ اور یہ کہ کوئی ایسا نبی آپ کے بعد نہیں آسکتا۔ جو رسول کریم صلعم کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ	حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نہ اختیار کرے ورنہ نبوت کا دروازہ مسدود نہیں۔ اور جبکہ بابِ نبوت کھلا ہوا تو مسیح موعود بھی ضرور نبی ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص۲۳۲)	ہو۔ حضرت محی الدین ابن عربی کہتے ہیں کہ اسلام کا مرجانا اور نبوت کا بند ہو جانا ایک ہی بات ہے" (الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء ص۴ کالم ۳) (ج) "اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کی مہر دی ...... اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۹۷)
(۳) اور آنحضرت صلعم کے فیض سے نبوت مل سکتی ہے۔ اور جب نبوت مل سکتی ہے۔ تو مسیح موعودؑ نبی ہوئے نہ کہ محدث (حقیقۃ النبوۃ ص۲۳۰) (۴) لیکن جب نبی کی حقیقی تعریف کا علم ہوا تو آپ نے جان لیا کہ وہ لوگ میرے مقام تک نہیں پہنچے اور میں محدث نہیں بلکہ نبی ہوں (حقیقۃ النبوۃ ص۱۳۰) (۵) آنحضرت صلعم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں۔ بلکہ اس کے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ ص۲۲۸)	(ا) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں ...... پس ہم نبی ہیں ...... بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے۔ جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء) (ب) اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتاؤ کس نام سے اسے پکارا جائے؟ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئیے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۳)
(۶) پس اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ محدثیت کے علاوہ اس سے بڑھکر	(ا) محدث کی بحث کے لئے مندرجہ بالا حوالجات (ب) اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلعم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کی مہر دی۔ جو کسی

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ	حضرت مسیح موعود علیہ السلام
ایک اَور نبوت ہے۔ جو پہلے نبیوںؑ کے فیض سے نہیں ملسکتی تھی۔ صرف آنحضرتؐ کے فیض سے ملسکتی ہے (حقیقۃ النبوۃ صـــ۲۲۹)	اَور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی.... آپؐ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اَور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ صـــ۹۷)
(۷) خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اَور رسول رکھا۔ اَور کہیں بروزی اَور ظلی نہ کہا۔ پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے۔ اَور آپ کی تحریریں جن میں انکساری اَور فروتنی کا غلبہ ہے۔ جو نبیوں کی شان ہے۔ اس کو الہامات کے ماتحت کریں گے۔ (الحکم ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء)	خدا کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اَور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا.... میں خدا تعالیٰ کی تیئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں میں اس کی پاک وحی پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صـــ۱۵۰)

باقی رہا ظلی اَور بروزی کا سوال سو کیا پیغامیوں میں سے کوئی حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی ایسی وحی دکھا سکتا ہے۔ جس میں آپ کو ظلی یا بروزی نبی کہا گیا ہو؟ اگر نہیں اَور ہرگز نہیں! تو پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی مندرجہ بالا عبارت پر اعتراض کرنا کمال ڈھٹائی نہیں تو اَور کیا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ	حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۸) اس لئے کہ جو تعریف نبی کی ہیں اوپر کر چکا ہوں۔ اس سے ثابت ہے کہ امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا۔	(ا) نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی وقطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا (تجلیات الٰہیہ صـــ۲۵، ۲۶) (ب) اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانیوالا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسے پکارا جائے؟ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ	حضرت مسیح موعود علیہ السلام
غیر نبی میں پایا ہی نہیں جاتا (حقیقۃ النبوۃ ص ۷۹/۸)	تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)
(۹) تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہیں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہونگا۔ کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعودؑ حقیقی نبی تھے۔ (القول الفصل ص ۱۲)	نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی نبی کے معنی صرف یہ ہیں۔ کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحبِ شریعت رسول کا تبع نہ ہو۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸)

چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیر صاحبِ شریعت بالواسطہ نبی ہیں۔ اس لئے آپ کی مندرجہ بالا تحریر کے لحاظ سے ہم آپ کو حقیقی نبی کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر حقیقی نبی سے مراد صاحبِ شریعت نبی ہو۔ تو ہم ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقیقی نبی تسلیم نہیں کرتے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں "اور چونکہ حضرت مسیح موعودؑ میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رو سے آپ حقیقی نبی تھے۔ گو اس اصطلاح کی رو سے جو آپؑ نے لوگوں کو اپنی قسم نبوت سمجھانے کے لئے بنائی تھی۔ اور جو یہ ہے کہ حقیقی نبی وہ ہوتا ہے۔ جو شریعت لائے۔ آپ مجازی نبی تھے۔ مگر اس اصطلاح کی رو سے نہ کہ قرآن کریم کی رو سے"

(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۷)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ	حضرت مسیح موعود علیہ السلام
(۱۰) لیکن چونکہ اس امت میں سوائے مسیح موعودؑ کی جماعت کے کسی جماعت کو آخرین نہیں کہا گیا۔ معلوم ہوا کہ رسول بھی صرف مسیح موعود ہی ہے۔ اور چونکہ محدثین تو پہلے	غرض اس حصۂ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ	حضرت مسیح موعودؑ
بہت گزر چکے ہیں۔ اس لئے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ مسیح موعودؑ کی رسالت محدثیت والی نہیں۔ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۳۱	کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)
(۱۱) ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی آئیں گے۔ (انوار خلافت صفحہ ۶۲)	"خاتم النبیین" کے یہ معنی ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی صاحبِ شریعت نہ آئیگا۔۔۔۔۔ حضرت محی الدین ابن عربی کہتے ہیں۔ کہ نبوت کا بند ہو جانا اور اسلام کا مر جانا ایک ہی بات ہے ۔۔۔۔۔ سوال کیا گیا۔ ایک ہی وقت میں کئی نبی ہو سکتے ہیں؟ فرمایا (حضرت مسیح موعود نے خلوم ہاں خواہ ایک ہی وقت میں ہزار بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر چاہیئے ثبوت اور نشانِ صداقت ہم انکار نہیں کرتے (الحکم جلد ۱۲ صفحہ ۲ ۱۰ مئی ۱۹۰۸ء)

دیکھیئے! حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی فرماتے ہیں۔ کہ ایک ہی وقت میں ہزار نبی بھی ہو سکتے ہیں۔ مگر جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی یہی الفاظ تحریر فرماتے ہیں۔ تو پیغامی شور ڈال لیتے اور چیخنے چلانے لگ جاتے ہیں۔ عداوت محمود انہیں کیا کچھ نہ دکھائیگی!

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ	حضرت مسیح موعودؑ
(۱۲) ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالےٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۰)	(ا) "بہر حال جبکہ خدا تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔" "جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳) (ب) "پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تم پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ	حضرت مسیح موعود ع
(۱۳) اور پھر غضب تو یہ ہے۔ کہ باوجود اسکے کہ خود حضرت مسیح موعود ع فرماتے ہیں۔ کہ دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ نہیں کوئی تناقض نہیں (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۴۷)	بلکہ چاہیئے کہ تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو" (اربعین ۳ ص ۲۸) "خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ الجواب (از حضرت مسیح موعود۔ خادم) ..... رہی یہ بات کہ .... کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا؟ سو اسبات کو توجہ کرکے سمجھ لو۔ کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے۔ کہ جیسے براہین احمدیہ میں مَیں نے یہ لکھدیا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں لکھا کہ آنیوالا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹)

حضرت مسیح موعود ع خود تسلیم فرماتے ہیں۔ کہ آپکے دونوں کلاموں میں تناقض ہے۔ مگر کسقدر افسوس ہے ان حق کے دشمنوں پر کہ جان بوجھ کر صرف حضرت خلیفۃ المسیح کی عداوت میں حضرت مسیح موعودؑ کے اس تناقض کو "جھوٹے کے کلام" والا تناقض قرار دیدیا ہے ؎

واہ رے جوشِ جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ + جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار

(۱۴) دوسری دلیل حضرت مسیح موعودؑ کے نبی ہونے پر یہ ہے۔ کہ آپکو آنحضرت صلعم نے نبی کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ اور نواس بن سمعان کی حدیث میں نبی اللہ کرکے آپکو پکارا ہے۔ پس آنحضرت صلعم شاہد ہیں۔ اس امر کے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اب ہم آنحضرت صلعم کی شہادت کو کس طرح چھوڑیں (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۸۹)	ا۔ "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جسکا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے" (نزول المسیح ص ۴۸) ب۔ ایسا ہی خدا تعالے نے اور اسکے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا کے نبیوں نے اسکی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کی صفاتِ کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے (نزول المسیح ص ۴۸)

(اس کے متعلق زیادہ تفصیل سے بحث پڑھو۔ حقیقۃ النبوۃ ص ۱۹۲)

(۱۵) بعض نادان کہدیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے کا متبع نہیں ہو سکتا اور اسکی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے۔ کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۵۵)	"نبی ..... کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے۔ کہ صاحبِ شریعت رسول کا متبع نہ ہو" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸)

پس یہ کہنا کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا غلط ہے۔ اگر ایسا مانا جائے تو لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی کے کیا معنی ہیں؟ کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ضرور ہی میری اتباع کرتے؟ کیا اسکا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر حضرت موسیٰ یا عیسیٰ علیہما السلام کی حین حیات میں آنحضرت صلعم مبعوث ہو جاتے تو یکدم اول الذکر حضرات کی نبوت سلب ہو جاتی؟ استغفر اللہ!

مصنف نے جو عبارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس کے تناقض پیش کی ہے۔ وہ مطلق نہیں بلکہ صرف نبوۃ تشریعی کیلئے مقید ہے۔ چنانچہ حضور کے الفاظ یہ ہیں "صاحب نبوتِ تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ اسکا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ و حدیثہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے" اسمیں صاحب نبوۃِ تامہ کا امتی ہونا ممتنع قرار دیا گیا ہے۔ نبوۃ تامہ کیا چیز ہے؟ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔ "الحدیث یدل علی ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت"، (توضیح مرام طبع سوم صفحہ ۱۹) "حدیث بتا رہی ہے۔ کہ نبوۃ تامہ جو وحی تشریعی والی ہوتی ہے۔ بند ہو چکی ہے" پس تشریعی نبی ہرگز ہرگز کسی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہو سکتا۔ ورنہ غیر صاحب شریعت "نبی کے لئے ضروری نہیں کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو" سے

فکر فی کلامی ثم فکر   ولا تسلک لمرء لا یبالی

(۱۶) قول حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہے۔ وہ نادان ہے وہ شخص جس نے کہا "کرہائے تو مار گردِ گستاخ" کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں کرتے اور سرکش نہیں دیا کرتے بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرمانبردار بناتے ہیں"

(الفضل ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء)

یہ حوالہ نقل کر کے فرماتے ہیں کہ "کرہائے تو مار گرد گستاخ" تو حضرت مسیح موعود کا الہام ہے۔ اور سچا الہام اللہ کی طرف سے ہوتا ہے" پس نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح نے خدا پر نادانی کا الزام لگایا ہے۔

مگر افسوس! کہ مصنف رسالہ نے عربی کی مشہور مثل "المرء یقیس علیٰ نفسہ" کے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو اپنے آپ پر قیاس کر لیا ہے۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضور کو حضرت مسیح موعود کے الہام کا علم ہی نہ تھا مگر جناب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات سے اگر کوئی فریق ناواقف ہو سکتا ہے۔ تو وہ اہل پیغام ہی ہیں۔ جنہوں نے حضور کے الہامات کو نعوذ باللہ بے معنی عبارات کی طرح ٹھکرا دیا۔ اور خدا کے اس کلام کا جسمیں مسیح موعود کو نبی کا خطاب دیا گیا تھا۔ زبان حال سے انکار کر دیا۔ مگر جماعت احمدیہ جو آپ کے دام تزویر کو صرف اور صرف حضرت مسیح موعود کی پاک وحی سے توڑتی ہے۔ کس طرح اس سے ناواقف ہو سکتی ہے؟

سنیئے! خدا کا الہام ہونے سے یہ مطلب نہیں کہ ہمیں کوئی بات حکایتاً بھی ایسی بیان نہیں ہو سکتی جو نادانی ہو جہالت ہو بلکہ کفر ہو۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے "سخت ہی کافر اور جہنمی ہے وہ شخص جس نے آنحضرت صلعم کے متعلق شاعرٌ او مجنون کا لفظ استعمال کیا"۔ تو کیا آپ اسی شانِ بے نیازی کو کام فرماتے ہوئے جس سے آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر زبانِ طعن دراز کی ہے۔ اس پر بدین الفاظ کفر کا فتویٰ لگائیں گے۔ کہ "شاعرٌ مجنونٌ" تو قرآن کی آیت ہے۔ اور سچا الہام خدا کی طرف سے نازل ہوا کرتا ہے۔ پس اس شخص کی جرأت اور دلیری کو دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ پر کافر اور جہنمی ہونے کا الزام لگانے سے بھی نہیں ڈرتا۔ استغفر اللہ ربّی من کل ذنب و اتوب الیہ"۔

ظاہر ہے کہ ایسا کہنا ہر صاحبِ عقل کے نزدیک (بشرطیکہ وہ پیغامی نہ ہو) ناجائز ہوگا۔ اسی طرح بیشک "کرمہائے تو مارا کرد گستاخ" الہام ہے۔ مگر یہ اصالتاً نہیں بلکہ حکایتاً عن الغیر خدا کا کلام ہے۔ کیا خدا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہے۔ کہ "کرمہائے تو مارا کرد گستاخ"؟ یا کیا حضرت مسیح موعود خدا کو یہ کہہ رہے ہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ دونوں صورتیں باطل ہیں۔ لفظ "ما" ایک جماعت کو چاہتا ہے جس کا یہ قول حکایتاً الہام کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ جماعت۔ جماعت مومنین نہیں کیونکہ "خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بناتے"۔ آیئے! آپ کو بتاؤں کہ اس سے کونسا گروہ مراد ہے؟ وہی جس نے رحم کا بدلہ ظلم اور انعام کا بدلہ شر سے دیا۔ وہ کون ہیں؟ شائد آپ کو سمجھ گئی ہو۔ سنیئے! یہ وہی ہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود کا دوسرا الہام ہے۔ "شرّ الذین انعمت علیہم"۔ یس یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے مسیح موعود علیہ السلام کے احسانات کا بدلہ گالیوں سے دیا۔ جس کا تازہ نمونہ جناب ہی کا ٹریکٹ ہے۔

جو اس وقت زیر جواب ہے۔ آپ ہی ایسوں کے متعلق حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔

وَمِنْ عَجَبٍ اَنِّیْ شَکَرْتُ وَ اَدْعُوْا   وَمِنْکَ الْمُشْرِفِیَۃُ وَالرِّمَاحُ

پہلے حصہ کا جواب ختم کرنے سے پہلے میں مجازی نبی کے متعلق نہایت مختصر طور پر کچھ لکھ دینا چاہتا ہوں ورنہ پوری تفصیل کیساتھ بحث آپ کو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۶۴ سے لیکر ۱۸۳ تک ملیگی۔ لیکن چونکہ مصنف تناقضات نے مجازی نبی کے متعلق بھی حوالجات نقل کئے ہیں اسجگہ مختصراً کچھ لکھتا ہوں۔

یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ لفظ مجاز۔ حقیقت کے الٹ واقعہ ہوا ہے۔ مجاز وہ ہوتا ہے جو حقیقت نہ ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود خود تحریر فرماتے ہیں "سُمِّیْتُ نَبِیًّا مِنَ اللّٰہِ عَلٰی طَرِیْقِ الْمَجَازِ لَا عَلٰی وَجْہِ الْحَقِیْقَۃِ" کہ میرا نام خدا نے مجازی طور پر نبی رکھا ہے۔ نہ کہ حقیقی طور پر۔ پس مجازی نبی کے معنی معلوم کرنیکیلئے حقیقی نبی کے معنی معلوم کر لینے چاہئیں

اور جو مراد حقیقی نبی سے ہوگی مجازی نبوۃ اس کے الٹ ہوگی۔ حقیقی نبوۃ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں
"ومن قال بعد رسولنا وسیدنا انی نبیٌ و رسول علی وجہ الحقیقۃ والافتراء وترک القرآن واحکام الشریعۃ الغراء فھو کافر کذاب غرض ہمارا یہی مذہب ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوۃ کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلعم کے دامنِ فیوض سے اپنے تئیں الگ کرکے اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے" (انجام آتھم صفحہ ۲۷، ۲۸)

عبارت مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ حقیقی نبوۃ سے مراد براہ راست تشریعی نبوت ہے۔ اب مجازی نبوۃ اس کے مقابل بالواسطہ غیر تشریعی نبوت ہوگی۔ اور یہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور جماعت احمدیہ کا مذہب ہے +

یہ ہے ٹریکٹ مذکور کا پہلا حصہ اور اسکا جواب۔ اب میں اسکے دوسرے حصہ کی طرف توجہ کرتا ہوں۔

دوسرے حصہ کا جواب

اس حصہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اپنے تناقضات دکھانے کی سعیٔ ناکام کی گئی ہے۔

مَیں حیران ہوں کہ حق کی مخالفت نے ان لوگوں کو کیا سے کیا بنا دیا؟ معمولی سی دو سلیس عبارتیں ہیں اور وہ بھی اردو میں دونوں کا مضمون واحد ہے۔ مگر جناب یا تو اپنی جہالت سے یا عمداً ان کو متناقض قرار دیتے ہیں۔ دونوں عبارتیں بدیہا ایک دوسرے کی مؤید ہیں نہ کہ متناقض! مَیں اس سے زیادہ اس کے متعلق اور کچھ نہیں لکھنا چاہتا دونوں عبارتیں بالمقابل نقل کر دیتا ہوں اور فیصلہ انصاف پسند پبلک پر چھوڑتا ہوں:-

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی	حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
(۱) پس کیوں لوگ اپنی جانوں پر رحم نہیں کرتے اور اس صدی کے مجدد کو قبول نہیں کرتے کیا وجہ ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں تو اللہ لوگوں کی گمراہی کیوقت مامور بھیجتا تھا۔ لیکن اب نہیں بھیجتا۔ اللہ کا رسول اللہ سے وعدہ نہ تھا کہ ہر صدی کے سرے پر مجدد آیا کرینگے پھر اس صدی کے سر پر کیوں کوئی مجدد نہ آیا۔ آیا اور ضرور آیا مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ (الحکم جلد ۵ ا ۲ ۷)	اگر حضرت مسیح موعود کبھی اپنے آپ کو دوسرے مجددین میں شامل کریں تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بس آپ مجدد ہی ہیں ایسی حماقت ہے جیسے کوئی شخص انا اول المومنین کو دیکھکر کہدے کہ بس رسول اللہ صلعم کو صرف مومن کا خطاب دیا گیا (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۸) اور یہ بھی نقل کر دیا ہوتا۔ "بڑے درجہ میں چھوٹا خود شامل ہو جاتا ہے۔ پس جو نبی ہو ا ضرور ہے کہ وہ مجدد بھی ہو" (حقیقت النبوۃ صفحہ ۲۸)

اگر یہی تناقض ہے تو تطابق دنیا میں کسی چیز کا نام نہیں!

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی	حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
(۲) اور کیا نبی کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ لغت کیخلاف کسی اور معنوں کی رو سے نبی ہو؟ نہیں۔ ایسا نہیں! فیصلوں کی اصل حَکم لغت ہے۔ اسکے بعد اصطلاحات خاص۔ پس جبکہ لغت میں نبی کے معنی اور قرآن کی اصطلاح ایک ہی ہو تو اب کسی کو کیا حق ہے کہ اپنی طرف سے نئی شرائط تجویز کرے ..... پس جس میں یہ شرائط پائی جائینگی اس کے نبی ہونیکا انکار کرنیوالا لغت کو بھی چھوڑتا ہے اور جو لغت کو چھوڑتا ہے اس سے بحث کرنا ہی فضول ہے۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۱۹)	حضرت مسیح موعود کے اپنے کئے ہوئے معنوں سے باہر جانیکی اجازت کسی کو نہیں کیونکہ یہ الفاظ لغت میں ان معنوں کیساتھ استعمال نہیں ہوتے جنمیں حضرت مسیح موعود نے ان کو استعمال کیا ہے۔ پس یہ حضرت مسیح موعود کی اصطلاحات سے ہیں اور وہی معنی ان کے جائز ہونگے جو خود آپ نے کئے اور نہ وہ دوسرا اپنے ذہن سے بنالے اور نہ وہ جو لغت میں آئیں:۔ (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۶۱)

مصنف تناقضات نے ان دونوں عبارتوں کو متناقض قرار دیا ہے۔ اور پھر عجب شانِ بے نیازی سے تحریر فرمایا ہے کہ گویا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حضرت مسیح موعود سے بحث کرنا فضول قرار دیا ہے۔ مگر افسوس! کہ ان کی یہ خوشی محض عارضی خوشی ہے۔ کیونکہ در اصل خلیفۃ المسیح کے اقوال میں تناقض نہیں بلکہ مصنف کے اپنے خیالات میں تعصب کی وجہ سے نقص ہے + صاف ظاہر ہے کہ پہلی تحریر میں حضرت خلیفۃ المسیح نے دو قسم کے جھگڑے قرار دیئے ہیں (۱) صرف الفاظ کے متعلق (۲) اصطلاحاتِ خاص کے متعلق

پہلے حوالہ میں آپ نے صرف الفاظ (خصوصاً لفظ نبی) کے متعلق جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کیلئے صرف لغت کو حکم ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ حضور نے اسکی مثال (جس کو صاحب تناقضات جان بوجھ کر چھوڑ گئے ہیں) یوں دی ہے:۔ "جو لغت کو چھوڑتا ہے۔ اس سے بحث کرنا ہی فضول ہے۔ کیونکہ ممکن ہے وہ کل کو کہدے کہ کتاب۔ فرشتوں اور فرشتہ۔ رسول کو کہتے ہیں۔ اور لغت دکھائے جانے سے کہدے کہ میں لغت کا اعتبار نہیں کرتا"

ظاہر ہے کہ مفرد الفاظ کے جھگڑوں میں اگر لغت کو چھوڑ دیا جائے تو کبھی بھی بحث نہیں ہو سکتی۔ دوسری عبارت میں خلیفۃ المسیح ثانی نے "اصطلاحاتِ خاص" کے جھگڑے فیصل کرنے کے متعلق اصول بتایا ہے۔ کہ ان کا فیصلہ "مصطلح" ہی کے کلام سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ لکلٍ ان یصطلح کے مطابق ہر ایک کو حق ہے۔ کہ اپنی اصطلاح قائم کرے۔ تو اس صورت میں اس اصطلاح کے معنی وہی صحیح ہونگے

جو وہ اصطلاح بنانے والا خود بیان کرے۔ خصوصاً حضرت مسیح موعود کی اصطلاحات نبوت۔ جو لغت میں اسطرح پائی نہیں جاتیں۔ مثلاً ظلی نبی۔ بروزی نبی۔ حقیقی نبی۔ مجازی نبی۔ کیا یہ اصطلاحات لغت میں ملسکتی ہیں؟ قطعاً نہیں۔ پس ان کے معنی وہی صحیح ہونگے۔ جو خود حضرت مسیح موعود نے بیان فرمائے ہوں "نہ وہ جو دوسرا اپنے ذہن سے بنالے اور نہ وہ جو لغت میں آئیں" + پس پہلا حوالہ صرف الفاظ اور دوسرا صرف اصطلاحات خاص کے متعلق ہے۔ ان دونوں کو متناقض قرار دینا سید مدثر شاہ صاحب ہی کا کام ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا! لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اسوقت صاحب تناقضات اپنی دھن میں حقیقت حال سے بالکل بے خبر بہر تعصب میں بے اختیار بہے چلے جاتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی جونسی دو عبارتیں سامنے آئیں نقل کردیں۔ کہ بس تناقض واقع ہوگیا۔ اسکی مثال یہ مزعومہ تناقض ہے:۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی	حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
۲۔ لیکن اپنا یہ حال ہے (اہل پیغام کا۔ خادم) کہ ہزاروں آدمیوں کو نبی قرار دیتے ہیں شاید وہ کہیں کہ ہم جزوی نبی قرار دیتے ہیں سو یاد رہے کہ قرآن کی کس آیت سے یہ ثابت ہے کہ بغیر خدا کے اذن اور بغیر کسی قرینہ کے جزوی نبی کہنا جائز ہے؟ درحقیقت اللہ کیطرف سے ایک سزا ہے جو ان لوگوں کو ملی ہے۔ بئس للظلمین بدلا (حاشیہ حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۴۰)	لیکن کسی قدر کمی اور کسی قدر نقص کی وجہ سے وہ (صدیق) درجہ نبوت پانے سے روکا جاتا ہے ورنہ اس حد تک پہنچا ہوا ہوتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ نبی ہو ہی جائے بلکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی ہے ..... اور یہ محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں نے پایا (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۵۲-۱۵۳)

حالانکہ صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ ان حوالوں میں کوئی تناقض نہیں کیونکہ پہلے حوالہ میں حضور نے فرمایا ہے کہ "بغیر کسی قرینہ اور بغیر اذن الٰہی" کسی کو جزوی نبی کہنا جائز نہیں اب اسکا متناقض قول تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ "بغیر کسی قرینہ اور بغیر اذن الٰہی کے جزوی نبی کہنا جائز ہے"۔ یا فلاں بغیر اذن و قرینہ کے جزوی نبی بن گیا۔ مگر جناب صاحب "تناقضات" کو جب کوئی ایسا قول نظر نہ آیا تو یہی نقل کر دیا: "بلکہ جزوی نبوت اسے مل جاتی ہے" صاحب! کہاں سے "ملجاتی ہے"؟ کیا اہل پیغام سے (جو بغیر کسی قرینہ یا اذن الٰہی کے ہزاروں آدمیوں کو جزوی نبی کہنے کے عادی ہیں)؟ ظاہر ہے کہ اسے "جزوی نبوت" "خدا سے" "ملجاتی ہے" تو جس صورت میں خدا اسے جزوی نبوت دیتا ہے اذن الٰہی خود ہی موجود ہے۔ "تناقض کیسا؟" "قرار دینا" اور "بات ہے" اور "ہونا" اور بات۔ اہل صدیق کی صفات بھی بعینہ جزوی نبوت ہے "وہی مندرج ہیں۔

پس قرینہ بھی موجود ہے۔ اور اذن الٰہی بھی موجود ہے۔ مگر باوجود اسکے آنجناب کو تناقض ہی نظر آرہا ہے۔ یا للعجب!

(۴) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اقوال میں چوتھا تناقض ملاحظہ فرمایئے :-

"کیا تمہیں مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر اعتبار نہیں؟ تو تم احمدی کس بات کے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیشگوئی کی تھی۔ کہ اسکا نام محمود ہوگا۔ دوسرا نام فضل عمر ہوگا۔ اور تریاق القلوب میں آپنے اس پیشگوئی کو مجھ پر چسپاں بھی کیا ہے۔ پس مجھے بتاؤ کہ عمر کون تھا؟ اگر تمہیں معلوم نہیں تو سنو وہ دوسرا خلیفہ تھا۔ پس میری پیدائش سے پہلے خدانے یہ مقدر کر چھوڑا تھا۔ کہ میرے سپرد وہ کام کیا جائے جو حضرت عمرؓ کے سپرد ہوا تھا۔ پس اگر مرزا غلام احمد خدا کی طرف سے تھا۔ تو تمہیں اس شخص کے ماننے میں کیا عذر ہے۔ جسکا نام اسکی پیدائش سے پہلے عمر رکھا گیا۔ اور میں تمہیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں اس پیشگوئی کا مجھے کچھ علم نہ تھا۔ بلکہ بعد میں ہوا۔ کون ہے جو خدا کے کام روک سکے"! اور اس کا حوالہ یوں دیتے ہیں "صفحہ ۹ ۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء معنفہ میاں صاحب" گویا "۱۲ مارچ ۱۹۱۴ء" یا "مصنفہ میاں صاحب" حضرت خلیفۃ المسیح کی کوئی کتابیں ہیں جنہیں سے کسی کے صفحہ ۹ پر مندرجہ بالا عبارت درج ہے ۔

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا : الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا

مندرجہ بالا حوالہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حلفیہ طور پر بیان فرمایا ہے۔ کہ حضور کو حضرت خلیفۃ المسیح اول کی زندگی میں اس پیشگوئی کا علم نہ تھا۔ کہ آپ ہی فضل عمر ہیں۔ اور یہ کہ اسمیں خلافت ثانیہ کا راز مضمر ہے۔ (جیساکہ حضرت مسیح موعود باوجود مسیح موعود کی وحی نازل ہونیکے وفات مسیح کا عقیدہ نہ سمجھ سکے) جناب صاحب "تناقضات" کہنکو تعصب کیوجہ سے بھلا برا کچھ نہیں سوجھتا۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا کوئی قول اسکے متناقض پیش نہ کرسکے پڑ دوبتے کو تنکے کا سہارا کے ماتحت حضرت مسیح موعود ہی کی عبارت نقل کر دیتے ہیں۔ قارئین کرام! اگر آپنے ھھوا بالمرینا لو ۱ کا تازہ نمونہ دیکھنا ہو تو رسالہ "تناقضات" کا صفحہ ۱۱ ملاحظہ فرمایئے آپ "میاں صاحب کے اپنے تناقضات" کے عنوان کے نیچے اور "میاں صاحب" { میاں صاحب" } کی سرخیوں کے ماتحت ایک طرف حضرت خلیفہ ثانی اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود کے ایک خط سے کچھ سطر نقل کرتے ہیں۔ اور اسکی وجہ یہ تحریر فرماتے ہیں :- رسالہ تشحیذ الاذہان میں مولوی نور الدین صاحب (حضرت خلیفہ اولؓ سے مراد ہے خادم) کی زندگانی میں میاں صاحب نے بحیثیت ایڈیٹر فضل عمر اور محمود والی پیشگوئی شائع کی" صفحہ ۱۱

دیکھئے! حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا اپنا قول نہیں ملا تو حضرت مسیح موعود ہی کا حوالہ نقل کر دیا۔ پھر ایسا نہیں کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے خود تو تحریر نہیں فرمایا۔ کہ میں ہی فضل عمر ہوں (حضرت خلیفہ اول کی زندگی میں) مگر آپ نے اپنے فلاں مضمون میں اس سے فلاں استدلال کرنیکیلئے اسکو نقل کیا ہے۔ بلکہ تشحیذ میں ایک خط چھپا ہے۔ اسمیں حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی درج ہے۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اسلیئے قابل اعتراض ہیں کہ آپ اسوقت رسالہ کے ایڈیٹر تھے :

لطف یہ کہ مصنف تناقضات نے اس قدر کمزوری دکھانیکے بعد بھی جو عبارت تشحیذ سے حضرت صاحب

کی نقل کی ہے۔ اسمیں فضل عمر والی پیشگوئی کا ذکر تک بھی نہیں کیونکہ فضل عمر والی پیشگوئی سبز اشتہار میں ہے۔ اور محولہ عبارت مکتوب ۴ر دسمبر ۱۸۸۸ء کی ہے۔ چنانچہ مصنف تناقضات نے بغرض اثباتِ تناقض جو عبارت نقل کی ہے۔ وہ بعینہ یہ ہے۔

"ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا دوسرا بشیر تجھے دیا جائیگا۔ یہ وہی بشیر ہے جسکا دوسرا نام محمود بھی ہے۔ جسکی نسبت فرمایا وہ اولوالعزم ہوگا۔ اور حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ یخلق ما یشاء۔ یہی حقیقتِ حال ہے جو میں نے لکھا ہے"۔ الراقم مرزا غلام احمد از قادیان ۹ر ربیع الاول ۱۳۰۶ھ مطابق ۴ر دسمبر ۱۸۸۸ء

قارئین کرام! خدا کے لئے انصاف سے کہیئے بھلا اس حوالہ میں فضل عمر کا لفظ تک بھی موجود ہے؟ پس اس حوالہ سے قطعاً ثابت نہیں ہوسکا۔ کہ حضور کو حضرت خلیفۃ المسیح اول کی زندگی میں فضل عمر کی پیشگوئی اور خلافتِ ثانیہ پر فائز ہونے کا علم تھا۔ ہاں اس سے یہ ضرور ثابت ہوگیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی "اولوالعزم" ہیں۔ اور اس سے بڑھکر یہ کہ آپ "حسن واحسان" میں مسیح موعود کے نظیر ہیں پھر کس قدر حیرت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "حسن واحسان میں نظیر" انسان کو (حضرت مسیح موعود کی اطاعت کا دم بھرتے ہوئے) نعوذ باللہ جھوٹی قسم کھانیوالا ثابت کرنے کی بے سود اور ناکام کوشش میں جھوٹ اور دھوکہ دہی کی نجاست پر منہ مارا جاتا ہے۔ کیا انسانیت اور شرافت کا یہی تقاضا ہے؟ حوالہ نقل کرکے اس بات کے ثبوت میں کہ حضور کو اس پیشگوئی کا حضرت خلیفۂ اول کی زندگی میں علم تھا۔ آپ "چند زبردست دلائل" ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

"فضل عمر کی یاد دہانی کرانے کے لئے ایک اخبار میاں صاحب نے الفضل کے نام سے جاری کیا۔ دار الفضل کے نام پر قادیان میں ایک محلہ بنایا گیا۔ ..... مجلس مذکور (انجمن انصار اللہ۔ خادم) نے خلافت احمدیہ کے نام پر رسالے شائع کئے اور ہر ایک رسالہ کے شروع میں یہ الفاظ لکھے۔ "خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ"..... مگر میاں صاحب باوجود ان روشن واقعات کے اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں۔ کہ ان کو اس پیشگوئی کا علم حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وفات کے بعد ہوا۔ اور انکی زندگانی میں نہیں ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔"

ناظرین! یہ ہیں اہل پیغام کے "ادلۂ معقولۃ الواضحہ"! شکر ہے۔ کہ صاحب "تناقضات" نے یہ نہیں لکھ دیا۔ کہ قادیان میں مولوی فضل دین صاحب بستے تھے۔ کئی آدمیوں کے نام فضل الٰہی۔ فضل کریم فضل احمد وغیرہ تھے۔ لغت میں فضل کا لفظ موجود ہے۔ اور پھر قرآن میں اِنَّ الفضل بید اللہ کی آئت بھی موجود ہے۔ پھر ان روشن واقعات کی موجودگی میں میاں صاحب کو اس پیشگوئی (فضل عمر والی) کا علم کیوں نہ ہوا؟ اہل پیغام کی بدقسمتی سے حضرت خلیفۃ المسیح کی مقدس اولاد میں سے کسی کے نام میں فضل نہیں آتا ورنہ ایک اور دلیل اِن "ادلّہ" میں شامل ہوجاتی۔ اور اس کا جواب دینا ہمارے لئے

مشکل ہوجاتا ہے

فیا حبی تفکر فی کلامی
فان الفکر للتقوےٰ وشاح

(۵) اس کے بعد صاحب "تناقضات" نے تحصیلدار صاحب بٹالہ" کی رپورٹ نقل کی ہے۔ اور اُس کے مقابل پر انجمن انصار اللہ کی رپورٹ نقل کر کے انہیں تناقض بنایا ہے مگر نہ تو پہلی تحریر اور نہ ہی دوسری حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ہے۔ اسلئے اسکی طرف مجھے توجہ کرنے کی ضرورت نہیں معلوم اس "تناقض" کی "تناقضات مابین اقوال حضرت صاحب و میاں صاحب" کی سرخی کے ماتحت لانے سے کیا مراد ہے؟ باقی رہا بیانات میں تناقض سو جس چیز کی نفی ہے۔ وہ اور روپیہ ہے اور جس کا اثبات ہے وہ اور روپیہ ہے۔ "پانچ مدّوں" والا روپیہ چندہ کا روپیہ ہے۔ اور نذروں کا روپیہ اس کے علاوہ ہے فافہم

(۶) اسی طرح اگلا تناقض بھی "مجلس انصار اللہ" اور "سیکرٹری انصار اللہ" کے درمیان دکھایا گیا ہے۔ گو اس پر بحث کرنا بھی میرا فرض نہیں۔ اگر کسی انجمن اور اس کے سیکرٹری کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو کیا اس سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اقوال پر کوئی زد پڑ سکتی ہے؟

کیا اس سے ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے عقائد حضرت مسیح موعود کے مخالف ہیں؟ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ محولہ عبارتوں میں بالکل کوئی تناقض نہیں۔ کیونکہ پہلے حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "خدا کا مقرر کردہ خلیفہ" تسلیم کیا گیا ہے۔ اور "انجمن" کو آپ کا "جانشین" اور دوسرے حوالہ میں خلیفہ وقت کو "خدا کا مقرر کردہ خلیفہ" اور انجمن کو اس کا "جانشین" قرار دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی اس عبارت سے استدلال کیا گیا ہے:۔

"انجمن خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"

حضرت مسیح موعود خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ تھے۔ اور کوئی احمدی آپ کے خلیفۃ اللہ ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ جب آپ جسمانی لحاظ سے ہم سے جدا ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحت لیستخلفنھم فی الارض (النور ع)

کے مطابق حضرت خلیفۂ اول و حضرت خلیفۂ ثانی کو یکے بعد دیگرے خلیفہ مقرر فرمایا۔ پس چونکہ "انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے" اسلئے خلیفۂ وقت کی جانشین بھی انجمن ہے۔ غرض دونوں حوالوں میں کوئی تناقض نہیں +

اس جگہ ٹریکٹ کا دوسرا حصہ ختم ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ مصنف رسالہ (تناقضات) جس طرح حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۂ ثانی کے مابین کوئی اختلاف ثابت نہ کر سکا۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح

ثانی کے اقوال بلکہ انجمن انصار اللہ کے اقوال میں بھی تناقض ثابت کرنے میں اُس نے منہ کی کھائی ہے اور سوائے خشک ہزیمت اٹھانے کے اس کے ہاتھ اور کچھ نہیں آیا۔ (فالحمد للہ علیٰ ذالک)

تیسرے حصّہ کا جواب

اس حصہ میں صاحب "تناقضات" نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی" اور مخالف مولویوں کے خیالات میں توارد دکھانا چاہا ہے۔ مگر میں نہیں سمجھتا۔ اس میں قابلِ اعتراض بات کونسی ہے؟ کیا مخالفین کے بعض خیالات سے اتفاق بھی گناہ ہے؟ کیا اسلام یہی تعلیم دیتا ہے۔ کہ جو خیال کسی مخالف کیطرف سے ظاہر کیا جائے خواہ وہ صحیح ہو ضرور اسکی مخالفت ہی کی جائے؟ کیا اگر ایک دھریہ کسی صحیح خیال کا بھی اظہار کرے تو مومن کی شان یہ ہے۔ کہ اس سے انکار کرے؟ قرآن کریم تو ایسی تعلیم سے بیزار ہے اسکا حکم تو یہ ہے "فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ" کہ اچھی بات کو لے لو بُری چھوڑ دو۔ کیا "کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن" کی حدیث آپ کو یاد نہیں رہی؟ پس اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ کہا کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی کی اور اپنی نبوت کو جس کو پہلے محدثیت قرار دیتے تھے نبوت ہی کہا ہے۔ (حالانکہ اس نے ایسا نہیں کہا۔ بلکہ اس نے تو یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے سن ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے) اور بات بھی یہ صحیح ہے تو کیا ہم پر یہ فرض ہے۔ کہ ہم ضرور اسکے خلاف کہیں؟ بلکہ تم لوگوں کو شرم آنی چاہیئے۔ کہ جو بات ایک مخالف عنید باوجود اس حقد وعناد کے سمجھ سکتا ہے تم باین ہمہ دعویٰ مرید ہو کر نہ سمجھ سکے ہاں آپ نے اس حوالہ کی نقل میں بیّنامی دیانت وامانت کا ایک تازہ ثبوت دیا ہے۔ جناب الحکم ۱۶ اگست ۱۹۰۸ء صث کا ایک حوالہ یوں نقل کرتے ہیں:۔

"یہ سچ ہے کہ انہوں نے (حضرت صاحب نے) اسکے بعد بھی ایسی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا جسکا ذکر حمامۃ البشریٰ میں موجود نہیں ہے۔ ہاں جو امتی ہو اور اسے مکالماتِ الٰہیہ کثرت سے ہوں وہ متبع نبی یا مجدد یا محدث یا فنا فی الرسول ضرور کہلا سکتا ہے (یاد رہے کہ یہ حضرت مسیح موعود یا حضرت خلیفۃ المسیح دونوں میں سے کسی کا حوالہ نہیں بلکہ ایک صاحب "ڈاکٹر احمد حسین" نام کے مضمون کا ایک فقرہ ہے)

اسمیں فقرہ" اسکے بعد بھی ایسی نبوۃ کا دعویٰ نہیں کیا جسکا ذکر حمامۃ البشریٰ میں موجود نہیں" کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء کے بعد بھی اپنے منصب کے متعلق وہی الفاظ استعمال فرمائے ہیں جو حمامۃ البشریٰ میں گویا حضور مجدد یا محدث سے زیادہ اور کچھ نہیں رہا کہ حضور نے حمامۃ البشریٰ میں اپنے آپکو مجدد اور محدث ہی لکھا ہے۔" حالانکہ الحکم کے اصل الفاظ یوں ہیں۔ باقی رہا یہ کہ حمامۃ البشریٰ میں نبوت کے مدعی کو کافر کہا گیا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ انہوں نے اسکے بعد بھی ایسی نبوۃ کا دعویٰ نہیں

کیا جسکا ذکر حمامۃ البشریٰ میں موجود ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ حمامۃ البشریٰ میں حضور نے جس نبوۃ کے مدعی کو کافر قرار دیا ہے۔ ایسی نبوۃ کا حضور نے بعد میں بھی دعویٰ نہیں کیا۔ حمامۃ البشریٰ وغیرہ کتابوں میں حضور نے کس نبوت کے مدعی کو کافر قرار دیا ہے؟ اس کا جواب حضرت مسیح موعود خود بیان فرماتے ہیں:۔

"یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا مدعی ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ اور جسکا مطلب یہ ہے۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلعم کی اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ سے یہی لکھتا چلا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں" (اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

پس صاحب مضمون کا مطلب یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعد میں بھی مندرجہ بالا نبوت (تشریعی نبوت) کا دعویٰ نہیں کیا۔ (اور یہی جماعت احمدیہ کا مذہب ہے) مگر جناب نے "اس کے بعد بھی ایسی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا جسکا ذکر حمامۃ البشریٰ میں موجود ہے" کو بگاڑ کر "اس کے بعد بھی ایسی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا جسکا ذکر حمامۃ البشریٰ میں موجود نہیں ہے" بنا دیا۔ جس سے ان کے عقائد باطلہ کی تائید ہوتی تھی۔ کیا حضرت مسیح موعود نے ان لوگوں کو یہی تعلیم دی تھی؟" درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سزا ایسے جوان لوگوں کو ملی ہے۔ بئس للظلمین بدلا "۔ باقی رہا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام محدث ہی تھے نبی نہ تھے۔ تو اس کے جواب میں میں اوپر ایک حوالہ حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریر سے نقل کر چکا ہوں:۔

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسے پکارا جائے" "اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے" (ایک غلطی کا ازالہ صہ ۳)

اصل بات یہ ہے۔ کہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ میں محدث بھی نبی کیساتھ شریک ہوتا ہے۔ مگر اظھار علی الغیب بموجب آئت "فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضٰی من رسول" صرف نبی کو ہی ہوتا ہے۔ پس جس حد تک مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود کیساتھ اسمیں محدثین بھی شامل ہیں۔ مگر اظھار علی الغیب چونکہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کو عطا ہوا۔ اسلئے صرف آپ ہی نبی ہیں۔ "کیونکہ کثرت امور غیبیہ اسمیں شرط ہے۔ اور وہ شرط انمیں پائی جاتی" (حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱)

وقولی خالص لا نوع ھزلٍ وجدّ لا یخالطہ المزاح

(۲) اب ہم رسالہ کے آخری صفحہ کے آخری تناقض پر آپہنچے ہیں۔ اور یہ ایسا تناقض ہے جسکی نقل پر صاحب تناقضات نے فن تحریف کو ختم کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی عبارت کو۔ ہاں اس مسیح موعود کی عبارت کو جس کو زبان سے تو اپنا امام اور مقتدا کہا جاتا ہے۔ اس طریق سے نقل کیا ہے۔ کہ عبارت کا مفہوم بالکل "لاتقربوا الصلوٰۃ" کے مترادف بن گیا ہے۔

صفحہ پر پہلے حصہ کے تناقض ع ۱۲ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عبارت (یہ دکھانے کے لئے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک ان کے منکرین کافر نہیں ہیں۔ اور یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعود کے الٹ اپنا عقیدہ بنا رکھا ہے) یوں نقل کی ہے:۔ "پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گویوں کو کافر ٹھہرایا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۰)

اب اس فقرہ سے یہ مترشح ہوتا ہے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود کے تمام منکرین مسلمان ہی ہیں اور یہ کہ ان کو کافر قرار دینا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک الزام لگانا ہے۔

حالانکہ در اصل یہ فن تحریف کا کمال ہے کہ مندرجہ بالا مفہوم کا اظہار ان الفاظ سے ہو رہا ہے جنکو مصنف (حضرت مسیح موعود) نے بالکل اس کے مخالف مفہوم کیلئے تحریر کیا تھا۔ چنانچہ عبارت یوں ہے:۔

"پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گویوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی انکے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے۔۔۔۔ کیا کوئی مولوی۔ یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے۔ کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھیرایا تھا؟۔۔۔۔ اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھیرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر الٹ کر اسی پر پڑتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب انہیں کے اقرار کے ہم انکو کافر کہتے"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۲۰ و ۱۲۱)

اب آپ اس ساری عبارت کو پڑھکر "تناقضات مابین اقوال حضرت صاحب میاں صاحب" کا صفحہ ملاحظہ فرمایئے۔ کیا اصل عبارت مندرجہ حقیقۃ الوحی اور نقل شدہ (کاٹی ہوئی عبارت) کے مفہوم میں زمین و آسمان کا فرق نہیں! کیا دھوکہ دہی اسکے علاوہ اور کسی چیز کا نام ہے؟ شرم! شرم!! شرم!!!

اسی طرح صفحہ ۱۶ پر مصنف تناقضات نے ایک طرف حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک عبارت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا منکر خواہ کوئی ہو اور کہیں ہو کافر ہے۔ اور مسلمان نہیں۔ اسکے مقابل پر حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت حقیقۃ الوحی سے نقل کی ہے کہ گویا حضرت مسیح موعودؑ نے اس عقیدہ کو اپنے اوپر افترا قرار دیا ہے۔ اور اسے بالبداہت باطل ٹھیرایا ہے۔ عبارت یہ ہے:۔ "ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اپنے رسالہ مسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ

الزام لگاتا ہے ۔ کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے ۔ کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا ۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا ۔ اور دوزخ میں پڑیگا ۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے ۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اسپر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جسمیں یہ لکھا ہے ۔ یاد رہے کہ اسنے محض چالاکی سے جیسا کہ اسکی عادت ہے ۔ یہ افترا میرے پر کیا ہے ۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸)

جناب نے بس یہیں تک عبارت نقل کر دی ۔ اور ظاہر ہے ۔ کہ ہر ایک شخص اس عبارت سے یہی نتیجہ نکالیگا ۔ کہ گویا نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا عقیدہ حضور کے قول کے بالکل الٹ ہے ۔ مگر پیغامی تحریف نے یہ گوارا نہ کیا کہ اصل مفہوم دنیا پر واضح ہونے پائے اسلئے "**وانتم سکاریٰ**" ہضم کر دیا گیا ۔ اگر اس کا ایک فقرہ اور نقل کر دیا جاتا تو اصل مفہوم ظاہر ہو جاتا ۔ اور انکی خواہش پر پانی پھر جاتا ۔ عبارت اس طرح چلتی ہے ۔

"یاد رہے کہ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اسکی عادت ہے ۔ یہ افترا میرے پر کیا ہے ۔ یہ تو ایسا امر ہے ۔ کہ بہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی **جو شخص بکلی نام سے بھی بیخبر ہے اسپر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے**" اس فقرہ نے تمام اوپر والی عبارت کو صاف کر دیا کہ اصل "افترا" اور "چالاکی" جو عبدالحکیم خاں نے کی ہے ۔ وہ منکرین مسیح موعود کی تکفیر نہیں بلکہ انکا "جہنمی" ہونا ہے اور یہی امر بہ بداہت باطل ہے ۔ اگر انکا کافر قرار دینا بھی افترا ہوتا تو حضور یوں تحریر فرماتے "جو شخص بکلی نام سے بھی بے خبر ہے وہ کافر کیونکر ہو سکتا ہے اور اسپر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے" ؟ مگر حضور صرف "مواخذہ" کی تردید فرما رہے ہیں ۔ ورنہ حضور نے اسی جگہ ذرا آگے چل کر لکھا ہے :-

"بہر حال کسی کے کفر اور اسپر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے ۔ یہ اسکا کام ہے ۔ جو عالم الغیب ہے ۔ ہم اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جسپر اتمام حجت ہو چکا ہے ۔ اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھہر چکا ہے ۔ وہ مواخذہ کے لائق ہوگا ۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے ۔ اور کافر منکر ہی کو کہتے ہیں ۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے ۔

اول ۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلعم کو خدا کا رسول نہیں مانتا ۔

دوسرے ۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا ..... اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں ۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹)

پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :- "یہ عجب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے

انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے" (حقیقۃ الوحی ص۱۶۳)

مندرجہ بالا عبارتوں میں حضرت مسیح موعود نے ہر ایک اس شخص کو خواہ وہ کہیں ہو۔ اس نے آپ کا نام بھی سنا ہو یا نہ صرف "نہ ماننے والا" ہو کافر قرار دیا ہے "کیونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے"

اب سوال صرف یہ ہے کہ وہ "قابل مواخذہ" بھی ہوگا یا نہیں؟ تو اسکے جواب میں حضور تحریر فرماتے ہیں "اسمیں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک اول قسم کفر (رسول کریم ؐ کا انکار۔ خادم) یا دوسری قسم کفر (مسیح موعود پر ایمان نہ لانا۔ خادم) کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذب اور منکر ہے اور ہم بھی انکو باتباع شریعت کافر ہی کے نام سے پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۸۰)

عبارت واضح ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اپنے "منکرین" کو بھی کافر قرار دے رہے ہیں۔ مگر ان کو بغیر اتمام حجت قابلِ مواخذہ نہیں ٹھہراتے مگر عبدالحکیم مرتد نے "محض اپنی چالاکی سے جیسا کہ اسکی عادت" تھی حضور پر یہ افترا باندھا کہ گویا آپ کے نزدیک ہر وہ شخص جس کو آپ کی دعوت بھی نہیں پہنچی وہ جہنمی ہے۔

امید ہے کہ آپ پر اصلی حقیقت ظاہر ہو چکی ہوگی۔ اور منکرین خلافت (بشرطیکہ انسانیت اور شرافت کا کوئی شمہ بھی باقی رہ گیا ہو) عرقِ خجالت میں غرق ہو رہے ہونگے۔

کس قدر ظلم ہے کہ محض حضرت "اولوالعزم" "حسن و احسان میں" مسیح موعود کے "نظیر" کی مخالفت و عداوت میں حضرت مسیح موعود کی عبارات کو کس قدر کاٹ چھانٹ کر پیش کیا جاتا ہے۔ صرف اس خیال سے کہ کون حضرت مسیح موعود کی کتاب حقیقۃ الوحی اٹھا کر دیکھیگا اور کس کو اس "دھوکہ" کی واقفیت ہوگی۔ مگر ان شرافت و انسانیت کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ کا خوف بھی نہیں آیا۔ کیا مسیح موعود کا یہ مصرع یاد نہ تھا؟ ع

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے

مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو پہلے ہی سے اس قسم کے محرفین کے متعلق ارشاد فرما چکے ہیں ؎

ومن تلبیسہم قد حرفوا الالفاظ تفسیراً وقد بانت ضلالتہم ولو القوا المعاذیرا

اب میں اس رسالہ کے جواب سے فارغ ہو چکا ہوں مگر مضمون ختم کرنے سے پہلے چاہتا ہوں کہ جناب کی توجہ ان حوالوں کی طرف ملتفت کراؤں جو مصنف تناقضات نے حضرت مسیح موعود کی کتب سے نقل کئے ہیں:- وہ دو قسم کے حوالے ہیں۔ (۱) جن میں اپنی نبوت کا انکار ہے۔ (۲) آنحضرت صلعم کے بعد نبوت کو بند قرار دیا ہے

اس کے متعلق اگر آپ مفصل۔ مکمل اور لاجواب بحث دیکھنا چاہتے ہیں تو آقائی و مولائی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تصنیف لطیف "حقیقۃ النبوۃ" کا مطالعہ فرمائیں۔ میں اسجگہ ان تمام حوالوں کے اصل مفہوم سے جناب کو آگاہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے تین حوالے نقل کرتا ہوں۔

(۱) "اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۲) "یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے۔ کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوٰے کرتا ہوں۔ جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلعم کی اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعوٰے نبوت میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ سے یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعوٰے نہیں۔ اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے..... اس نے (خدا نے ۔ خادم) میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔" (اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳) "شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

پس جس جس نبوت سے انکار ہے۔ یا انقطاع نبوت کا اقرار ہے۔ تو اس سے مراد تشریعی نبوت یا براہ راست نبوت ہے وبس اور یہی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور جماعت احمدیہ کا مذہب ہے + ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقریباً ایک سو مقام پر اپنے آپ کو یا نبی قرار دیا ہے۔ یا انبیا کی فہرست میں شامل کیا ہے۔ مثال کے طور پر لیجیئے!:-

(۱) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(ب) میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں (ایک غلطی کا ازالہ)

(ج) میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔

اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

پس حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرنا دن کو شمس نصف النہار کی عدم موجودگی کا اقرار کرنا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریرات کی موجودگی میں یہ کہتے چلے جانا کہ "حضرت صاحب نے ہرگز نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا" (رسالہ "تناقضات" ٹائیٹل پیج) کمال ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے؟

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عقائد میں کوئی اختلاف نہیں! اور منکرین خلافت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا کوئی ایسا عقیدہ پیش نہیں کر سکتے جس کی تائید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے نہ ہوتی ہو۔

اے ہمارے خدا! تو اپنے خاص فضلوں کی بارش ہم پر برسا اور نیر صدق اقتدار کو وادئ ظلمت میں بے خبر محوِ خواب ہستیوں پر چمکا۔ اور ان گم گشتگان وادئ حیرت کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرما۔ اور ہمیں اپنے فضل و کرم سے اپنے سیدھے رستے پر قائم رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

احقر العباد

عبدالرحمٰن خادم (ملک) گجراتی

سیکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن۔ گجرات۔ پنجاب

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد:۔

"مکرمی جناب ملک عبدالرحمان صاحب خادم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت نے فرمایا۔ اچھی بات ہے۔ اللہ تعالےٰ کتاب کو خلق خدا کے لئے مبارک کرے۔ آمین

خاکسار

یوسف علی۔ پرائیوٹ سیکرٹری"

۱۸ ۸/۲۸